علمی روزنامچہ

جذبات اور ماحول

از حکیم سید ابوالنظر صاحب رضوی امروہی

ہمارے دل میں جتنے بھی جذبات گدگدی پیدا کرتے ہیں خود بخود اور اپنے طبعی تقاضہ سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ وہ جس ماحول کی گود میں پرورش پاتے اور زندگی کا پہلا سانس لیتے ہیں اُس ہی کے اشارہ پر رقص کرتے، اُس ہی کی نگاہ سے دیکھتے اور اُس ہی کے دست حنائی سے کائنات کے ہر ذرہ کو چھوتے ہیں بچپن کی سادگی، شباب کا خون گرم اور زمانۂ انحطاط کی افیون خوردگی معصومانہ پیاری پیاری باتیں کرنے، گداز حسن کے ہر پہلو سے چمٹ جانے یا نصیحت گو اور دیدۂ عبرت کا پرستار ہو جانے کا مشورہ نہیں دیتی بلکہ شعلۂ حیات کی ہر لپک، جرأتِ رندانہ کی ہر شوخ تمنا اور گناہوں سے ہر گریز پائی ماحول کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جذبات ولولۂ کار کا نقطۂ آغاز ضرور ہیں اور اس حد تک اُن کی اہمیت سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ جذبات، شعور و ارادہ کی ہر قوت سے محروم ہیں۔ جب تک ماحول کا خدا اُن میں بیداری ودیعت کر کے زندگی کی کسی شاہراہ پر نہ ڈال دے جذبات کچھ نہیں کر سکتے۔ ہمارا ماحول جس نوع کا اور ہمارے محرکات عمل جس رنگ میں ڈوبے ہوئے ہونگے۔ جذبات کا انداز حیات اور اُن کی اثر اندازیاں بھی اس ہی بھیس میں ہونگی۔ اگر ہم بچپن کی وجہ سے گہرائیوں تک نہیں پہنچ سکتے ہر نشیب و فراز کو نہیں دیکھ سکتے اور زندگی کے ہر پہلو سے لذت و الم کا صحیح احساس جذب نہیں کر سکتے تو ہماری ہر

بات، ہر حرکت اور ہر نگاہ سے ملکوتی معصومیت ٹپکتی ہوئی محسوس ہوگی لیکن اگر ہم جوان ہوں حُسنِ ملیح کی تمام رعنائیاں ہم آغوشی کے لیے چشم براہ اور ساون کی ہر گھٹا، جھوم جھوم کر گدگدیوں سے چھیڑ رہی ہو، تو کون کافر ہوگا جو شباب کو شباب میں گُم کرتے ہوئے "اس ہی میخانہ کی مٹی اُس ہی میخانہ میں" صرف نہ کردے؟ ایسے ہی اگر زندگی کی تلخیوں، ناکامیوں اور کم نگاہیوں نے کسی کہنہ سال کو ذہنی اذیت و کشمکش کے آتشیں سیلاب میں غرق کرکے "جوانانِ سعادتمند" کو درسِ عبرت دینے پر مجبور کردیا ہو اور اُس کو اس ہی مشغلہ سے تسکینِ قلب حاصل ہوتی ہو تو اس ادائیگی فرض کو حقیقت میں اُس کے ضمیر کی آواز اور جذبات کے زیر و بم کا زائیدہ نغمہ نہیں کہہ سکتے۔ ضمیر جب تک کہ تمام کثافیات سے بلند تر ہو کر مجردات کا ایک برقِ پارہ نہیں ہو جاتا اُس کو ہمیشہ ماحول کا غلام رہنا پڑیگا۔ کہن سالگی "نصیحت گوش کن جاناں" کا پیام نہیں دیتی بلکہ یہ پیام اُن تجربات کی صدائے بازگشت ہوتی ہے جو ماحول کی ٹھوکروں نے زندگی کے ہر پہلو کو دیا تھا۔ اگر کوئی باوجود پیرانہ سالی "تلخ آشامِ حوادث" نہیں ہو سکا تو قیامت تک رومی جامی اور سعدی کے منبرِ وعظ پر اُس کو جگہ نہیں مل سکتی۔ اُس کی گفتگوؤں میں ہمیشہ اُن ہی مغالطات کی آمیزش اُن ہی مے نوشیوں کا نشہ اور اُن ہی خود فروشیوں کا غرور شامل ہوگا جو صرف جوانی کا امتیاز تھا۔ ایسی ہی جوانی کے وہ مخصوص سجدہائے بیخودی جو فصلِ گل میں گریباں چاک ہو جایا کرتے تھے موسمِ بہار کو فصلِ خزاں کا پیام، حُسن و نغمہ کو چشم و گوش کا مغالطہ اور محبت و وفا کو لفظِ بےمعنی قرار دیتے ہیں۔ اگر اُن کے ناخوشگوار ماحول نے زندگی کی ہر رگ و پے میں موت کا زہر بھر دیا ہو، ایسا کیوں ہے؟ کیا ہر انسان کی فطرت جداگانہ ہے، ناممکن، تو پھر جذبات میں اس گوناگونی اور بیگانگی کا کیا فلسفہ ہوگا؟ آفتابی شعاع ہمیشہ برف آلود دریا کی فطرتِ سیال ہمیشہ بہنے اور بہانے والی اور ذراتِ صحرا کا ہر پہلو ہمیشہ ساحل بہ کف ہوگا، نہ دریا میں ذرات کا جمود و قرار پیدا ہونا ممکن، ذرہ میں دریا کی موج در موج روانیوں کا، کائناتِ انسانی کا ہر فرد بھی ایک ہی فطرت رکھتا ہے اس لیے جذبات کی دنیا ہر لمحہ ایک نیا پہلو نہیں

بدل سکتی۔ یہ صرف ماحول کی بازیگری ہے کہ اُس نے اس چیز کو جو کبھی اندازِ رعنائی کا انقلاب گوارا نہیں کرسکتی تھی، گوناگونیوں کا خوگر بنادیا۔ نہ صرف بچپن، جوانی اور بڑھاپے کے خیالات میں ہی امتیاز پیدا کردیا بلکہ ان میں سے ہر ایک کو مخصوص ماحول اور نوزائیدہ فضا میں ایک نئی دنیا سپرد کرنے کی جرأت کی۔ اگر آج ہم علماء کی جماعت کے درمیان حدیث و قرآن کا درس لے رہے ہوں تو یقیناً ہماری ہر علمی اور تخیلی طاقت اس گروہ کے مخصوص ذہنی امتیازات کی حامل ہو جائیگی۔ اگر ہم صوفیاء کی مجالسِ مراقبہ میں تزکیۂ نفس کے اسباق اخذ کر رہے ہوں تو ہر علم و فن کی تحصیل ہماری نظر میں بے وقعت ہو کر رہجائیگی۔ اگر ہم سیاست ملیہ کے پرستاروں یا خطاب یافتگان کے درمیان زندگی بسر کر رہے ہوں تو اعزاز و اقتدار کی ہوس ہی میں دیدہ و دل فرشِ راہ ہو کر رہجائینگے۔ اگر ہم صنعتی اختراعات اور معمل کیمیا کی تحقیقات میں ہی زندگی کا ہر سانس لے رہے ہوں تو ہماری ہر قوت اس ہی مشغلہ کے لیے وقف ہو جائیگی اگر ہم نوخیز، حسین اور شوخ نازنینانِ حرم کی صحبت میں شب و روز گذار رہے ہوں تو صنف لطیف ہی فطرت کا شاہکار محسوس ہونے لگیگی اور اگر ہم سبزۂ خط سے بیگانہ، گداز و نازک اندام جوانی کے نشہ میں چور، حسن، نغمہ اور شراب کے جام آتشیں ہنچوں سے جنون و لذتِ حیات کی ہر تشنگی بجھا رہے اور ہمارا ہر تارِ حیات و زیست اُن ہی کے نقرئی تبسم سے نغمہ گاہِ رباب بنا ہوا ہو تو جذب صنفی اور باہمی یگانگت و ہم جنسی کی ہر اثر اندازی فطرت انسانی کا اصل مطالبہ، جنتِ حیات کی کوثر جلوہ، پاکیزگی خیال کی سبزوادی اور لطافت و شیرینی کی آغوشِ سیمیں نظر آئیگی۔

غرض یہ کہ شعراء کی صحبت جذبۂ شعری کو نشو نما دیگی اور مصنفین کے ادارے شوقِ تصنیف کو مہمیز کرینگے۔ شہروں کا ہنگامہ، موٹر کار میں سیر و تفریح اور جدید تمدن کی ہر ایجاد کو غازۂ حسن بنانے پر اصرار کریگا اور قصباتی زندگی کا تقاضا ایک اچھی سی بیل گاڑی اور خاموش فضا کے سکون میں ڈوب جانا ہوگا۔ فیشن ایبل دوستوں کے تمسخر آمیز قہقہے ہمیں فیشن پرست بنا کر چھوڑینگے اور سادہ مزاج بزرگوں کا

سایۂ عاطفت ہر تصنع، ملمع اور نمائش کو لغو، فضول اور اسراف تسلیم کرنے پر مجبور کریگا۔

ان حقائق کو سامنے رکھ کر آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اگر جذبات زندگی کا نصب العین اور اس کی راہِ عمل مقرر کرنے کی صلاحیت رکھتے تو ماحول کی مغالطہ آفرینی ہر صبح و شام ایک نیا انقلاب نہ پیدا کرسکتی تھی۔ اگر ہم کسی کو بذلہ سنج، شگفتہ مزاج اور تبسم نواز پاتے ہیں تو یہ ادبی اور شاعرانہ ماحول کا ثبوت ہوگا۔ اگر کوئی فلسفی دماغ، حقائق پذیر اور گہرائیوں میں گم ہوجانے والی فطرت رکھتا ہے تو عقلی ماحول کا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ علیٰ ہذا اگر کوئی وعدہ فراموش اور کوئی دلنوازِ محبت ہو، کوئی نازک احساسات کا آئینہ دار اور کوئی ہر ایثار و قربانی کے جذبۂ اعتراف سے ناآشنا، کوئی تعلیمی جدوجہد میں مشغول اور کوئی مطالعہ و تفتیش کی گرانی سے سبکسار، کوئی جذبات کا ہر نکتہ، خیالات کی ہر کروٹ اور طبیعت کا ہر پیچ و تاب نگاہ کی ایک جنبش، پیشانی کی ایک موہوم شکن لہجہ کے فرق اور انداز گفتگو کے تغیرِ زیر و بم سے ہی دل و دماغ پر نقش کرلیتا ہو اور کوئی "می نشینم، می شکیبم، می گذارم، می روم" کے نہ معلوم کتنے انقلابات دیکھتے رہنے پر بھی نہ کچھ دیکھ سکتا ہو نہ کچھ سمجھ سکتا۔ کوئی جمالیاتی تناسب کی محض ایک جھلکی، ایک کشش اور ایک انداز پر ہی جان و دل کا سودا کرلیتا ہے، اور کوئی کائنات کے کسی ایک جمالیاتی پہلو کو بھی "وجہِ تسکین" تصور نہیں کرسکتا۔ کوئی ہوس اور غرض پرستی کو بھی محبت ہی کا نام دیتا ہے اور کوئی اُس محبت کو بھی ٹھکرا دیتا ہے جو معیاری اخلاقیت اور مضبوط کیرکٹر کی ضمانت رکھتی ہو۔ کوئی معمولی معمولی کمزوریوں کے بعید ترین نتائج سے بھی خبردار ہوتا ہے اور کوئی شطرنجِ حیات کا ہر مُہرہ غلط چلنے پر بھی فتح و شکست کا اندازہ نہیں کرسکتا۔

کیا یہ تمام پہلو جذبات کے مرہونِ منت ہیں یا تاریک و تابناک ماحول کی تخلیقی قوتوں کو دنیائے رنگ رنگ کی علتِ فاعلی کہنا چاہیے۔ انسان کی ایک ہی فطرت ہے اور ایک ہی استعداد ایک ہی جذبہ ہے اور ایک ہی کردار۔ تفاوت و بیگانگی جذبات کی بجائے ماحول کی ستائش گذار

ہی ہوسکتی ہے۔ کونسا جذبہ اور کونسی استعداد ہے جو نسلِ آدم کے کسی فرد میں نہ ہو لیکن صلاحیتوں کو بیدار اور جذبات کو زندہ تر کرسکنا چونکہ صرف ماحول کے لیے ہی برق پارہ اور ایک شارعِ نور کو ماحول نے اپنے گوناگوں انعکاسات سے صدہا پہلوؤں میں تبدیل کردیا۔ نہ کوئی حسینؓ ہے نہ کوئی یزید، نہ کوئی ابوجہل ہے نہ کوئی عمرؓ، نہ کوئی خالدؓ ہے نہ کوئی حسان، نہ کوئی واجد علی شاہ ہے نہ کوئی ٹیپو، نہ کوئی افلاطونِ الٰہی ہے نہ کوئی ڈارون۔ جو کچھ ہے ماضی حال اور مستقبل کا ماحول۔ ماحول زمانۂ حال کا ہی نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ماضی سے پیدا ہوتا، حال سے نشوونما پاتا اور مستقبل کے آئینہ میں حسن کو سنوارتا اور اپنے شباب کو قائم رکھتا ہے۔

اس مبالغہ میں کبھی گرفتار نہ ہونا چاہئے کہ جو کچھ اس وقت ہمارے گردوپیش ہے صرف وہ ہی ہمارا ماحول ہوگا۔ ماحول ہر انسان کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوجاتا اور ہر انسان کی موت پر بھی نہ صرف زندہ رہتا بلکہ آئندہ نسل کو "بھوت" بن کر لپٹ جاتا ہے۔ ہمیں ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ ہم جو کچھ اپنے اعمال وحرکات سے ایک جدید ماحول کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں وہ ہماری زندگی کے ساتھ ہی فنا ہوجائیگا اور آئندہ نسلیں اس کے زہر سے مسموم نہ ہوسکینگی۔ شام کا گناہ صبح کو بھی تاریک کرکے رہیگا۔ زمانۂ حال حال ہی نہیں ماضی بھی تھا اور مستقبل بھی ہوگا۔ اعمال وحرکات کو کبھی وقتی نتیجہ سے نہیں جانچنا چاہیے۔ ہمارا ہر عمل جریدۂ عالم پر ثبت ہوتا ہے اور ہر آنے والی روح پر اثر انداز۔ جو خیال ایک مرتبہ دماغ میں پیدا ہوچکا اور جو عمل کائنات کی فضا میں ایک جنبشِ مژہ کے برابر بھی حرکت وموج کا باعث ہوچکا وہ کبھی موت کی نیند میں نہیں ڈوب سکتا۔ خواہ دوسرے جدید ماحول اُس کے رُباب میں نئے نغمے بھی بھرتے رہیں۔ لیکن وہ راگ جو ایک مرتبہ چھیڑا جاچکا ہے کبھی خاموش نہیں ہوگا۔

اسلام نے زندگی کے کسی شعبہ کو اس ہی لیے آزاد نہیں کیا کہ ایک معمولی غلطی بھی دنیا کا سب سے بڑا گناہ ہوسکتا تھا۔ اخلاقی کمزوریوں سے ہر ممکنہ چشم پوشی اور ہر جائز رعایت سے فائدہ پہنچانے

کے باوجود جب اسلام کسی جرم کو تاریک ماحول کا باعث یقین کرلے تو وہ اُس کی پستی، تاریکی اور زہر آلود نشتر کی نمائش کرنا ضروری خیال کرتا ہے تاکہ فضا صاف ہو جائے اور ماحول پاک۔ زناکاری پر رجم و سنگساری، چور کا ہاتھ کاٹنا اور مرتد کو قتل کر دینا اس ہی اصولِ حیات کے تحت ہے۔ اگر ایسی چیزوں کے منظرِ عام پر آجانے کے بعد بھی کوئی سخت گرفت نہ کی جائے تو ماحول کو درست نہیں رکھا جا سکتا انسانی دماغ کسی گناہ کی اہمیت اُس وقت تک محسوس نہیں کر سکتا جب تک اُس کی سزا گناہ کے مساوی نہ ہو۔ گناہ وزن ہے اور سزا اُس کی ترازو۔ کسی چیز کا صحیح وزن بغیر ترازو کے نہیں معلوم ہو سکتا اس لیے اسلام نے ہزار رعایتوں کے باوجود ثبوتِ جرم پر اگر گناہ کے مساوی سزا تجویز کی اور فضا کو صاف رکھنے کی غرض سے سزا کی نمائش کو بھی ضروری قرار دیا تاکہ ہر شخص اپنی آنکھوں سے گناہ کا وزن اور اُس کی اہمیت کا اندازہ کر سکے تو اس علمی فلسفہ کو زمانۂ وحشت کی یادگار کیسے کہا جا سکتا ہے۔ گناہ کی ابتدا یقیناً اس ہی طرح ہوا کرتی ہے کہ ماحول نے اعصاب کو کمزور کیا اور اعصابی کمزوری نے اخلاق کو اور اخلاقی کمزوری نے گناہ کی صورت اختیار کر لی لیکن اس کے معنی ہرگز یہ نہیں ہو سکتے کہ ہم ماحول کو جو اصل گناہ ہے چھوڑ کر اعصابی کمزوریوں کو گناہگار ٹھہرائیں اور مجرم کو شفاخانہ کے سپرد کر دیں۔ یہ بالکل غیر منطقیانہ طریقۂ کار ہوگا۔ اعصاب کو آپ کتنی ہی قوت کیوں نہ دیتے رہیں جب تک ماحول سازگار نہ ہوگا اعصاب ہزار مرتبہ درست ہو کر بھی نادرست ہوتے رہیں گے اور جرمگاہِ حیات کی رونق اپنی جگہ باقی رہے گی۔ یورپ نے ماحول درست کرنے کے فلسفہ سے بے خبر ہو کر اگرچہ گناہوں کی سزائیں انتہائی تخفیف کر دی مگر باوجود اس کے گناہوں کی دنیا کا ایک ذرہ بھی کم نہ ہو سکا بلکہ ہر روز رونقِ بازار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس لیے مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ اسلام ہی وہ فلسفیانہ قانون ہے جو کائنات اور فطرتِ انسانی کے رازہائے سربستہ سے واقف ہے اور وہ ہی اس کا حق رکھتا ہے کہ نفسیاتِ اجتماعی کے ہر نازک سے نازک نکتہ کا لحاظ رکھتے ہوئے زندگی کا نصب العین

اور اُس کے نشیب و فراز کا تعین کرے۔ انسانی دماغ کی کمزوریاں زندگی کے کون سے پہلو کو مجروح نہیں کر رہیں جو ہم گناہ اور سزا کے معاملہ میں ہی اُس کو غلطی سے بالاتر تصور کرنے کو جائز قرار دے سکیں اگر کوئی شخص اپنی فطری صلاحیتوں سے کام لے کر زندگی کو زندگی بنانا چاہتا ہے تو اُس کو جذبات اور اخلاق کی درستگی سے پیشتر اپنے ماحول کو درست کرنا ہوگا، ورنہ قسمت کی ٹھوکریں اُس کو زندگی کی کسی لائن میں بھی کامیاب نہ ہونے دینگی۔ یہ فیصلہ قانونِ قدرت کا فیصلہ ہے جس کو نظر انداز کرنا اپنی ہستی کو نظر انداز کر دینا ہی ہو سکتا ہے، جو موت سے ہم آغوش ہونا چاہتا ہو۔ اُسے قانونِ قدرت کے فیصلہ کو ٹھکراتے ہوئے ماحول سے بے نیاز ہو جانا چاہیے۔ جذبات اور فطری صلاحیتیں، ماحول کی درستگی کے بغیر کبھی کامیاب زندگی کی ضامن نہیں ہو سکتیں۔

قرآن مجید کی مکمل ڈکشنری

اُردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کے تمام لفظوں کو بہت ہی سہل اور دلنشین ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔ معنی کے ساتھ ہر لفظ کی ضروری تشریح بھی کی گئی ہے۔ یہ کہنا بے مبالغہ ہے کہ لغت قرآن پر اُردو زبان میں اب تک ایسی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ کتاب عام پڑھے لکھے مسلمانوں کے علاوہ انگریزی داں اصحاب کے لیے خاص طور پر مفید ہے۔ اصل قیمت ۱۲ رعایتی قیمت للعہ

فہرست کتب مفت طلب کیجیے

ملنے کا پتہ

منیجر مکتبہ برہان قرول باغ نئی دہلی